شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (اس میں) کھلے ہوئے دلائل ہیں ہدایت اور (حق و باطل میں) امتیاز کے

رمضان

مؤمنِ صادق کی حیاتِ نو

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

مکتبہ حراء ندوہ روڈ، لکھنؤ

بارِ دوم

رمضان ۱۴۲۰ھ

جنوری ۲۰۰۰ء

باہتمام

سیّد معید اشرف ندوی

ناشر

مکتبہ حِراء ندوہ روڈ، لکھنؤ

"رمضان المبارک جس طرح قرآن کی سالگرہ، رحمتوں اور برکات وتجلیات کا مہینہ ہے طاعات وعبادات کی بہار کا زمانہ ہے اور روحانیت کا جشنِ عام ہے اسی طرح عارفین عشاق اور عالی ہمت خاصانِ خدا کی دلی مراد بر آنے کا موسم اور ان کا محبوب ترین مہینہ ہے، جس کے لئے وہ سال بھر دن گنتے رہتے ہیں۔ اولیاء متقدمین کا ذکر نہیں بعض قریب العہد بزرگوں کے متعلق سنا گیا ہے کہ عید کا چاند دیکھتے ہی آنے والے رمضان کا انتظار شروع ہو جاتا تھا رمضان المبارک آتے ہی ان میں ایک نیا جوش وولولہ اور ایک نئی نشاط وامنگ پیدا ہو جاتی تھی اور وہ کبھی زبانِ حال سے یوں گویا ہوتے تھے ع

هذا الذی کانت الأیام تنتظر فلیوف للّٰہ أقوام بما نذروا

اور کبھی کیف وسرور میں آکر یوں گنگنانے لگتے تھے ع

پلا ساقیا وہ مئے دل فروز کہ آتی نہیں فصلِ گل روز روز

رمضان المبارک کے آتے ہی دینی وروحانی مرکزوں اور خانقاہوں کی فضا بدل جاتی تھی، ان لوگوں کے علاوہ جو وہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہوتے تھے۔ شیخ و مرشد سے بیعت

وعقیدت کا تعلق رکھنے والے دور دور سے اس طرح کھنچ کھنچ کر آجاتے تھے، جیسے آہن پارے مقناطیس کی طرف اور پروانے شمع کی طرف آجاتے ہیں۔ یہ روحانی مرکز تلاوت اور نوافل وعبادات سے اس طرح معمور ہوجاتے کہ گویا دن میں اس کے سوا کوئی کام اور رمضان کے بعد پھر کوئی رمضان آنے والا نہیں، ہر شخص دوسرے شخص سے بڑھ جانے کی کوشش کرتا اور رمضان کے ہر دن کو صرف رمضان ہی کا نہیں، اپنی زندگی کا آخری دن سمجھتا ہے اور خواجہ میر دردؔ کے اس شعر کی سچی تصویر اور عملی تصویر بن جاتا ہے

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ　　　جس قدر بس چل سکے ساغر چلے

جو خدا کا بندہ تھوڑی سی دیر کے لئے اس ماحول میں آجاتا وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوجاتا۔ افسردہ طبیعتوں میں نئی گرمی بلکہ سرگرمی، پست ہمتوں میں عالی ہمتی اور اولوالعزمی، بلکہ مردہ دلوں میں زندہ دلی اور بلند پروازی پیدا ہوجاتی، بجلی کا ایک کرنٹ تھا، جو دلوں سے دلوں کی طرف پہونچ جاتا اور مردہ جسموں میں ایک بجلی سی پیدا کر دیتا، جو شخص اس روحانی وملکوتی فضا کو دیکھتا اس کا قلب شہادت دیتا کہ جب تک خدا طلبی کا یہ ہنگامہ برپا ہے اور دین وروحانیت کی شمع کے پروانے کا ہجوم ہے، اور ہر قسم کے دنیوی اغراض اور نفس پرستی و دنیا طلبی سے بالاتر ہوکر خدا کو راضی کرنے اور اپنی آخرت کو بنانے کے لئے اتنے آدمی کسی جگہ جمع ہیں۔ دنیا تباہ نہ ہوگی اور زندگی کی اس بساط کو تہ کرنے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اس وقت وہ بے اختیار خواجہ حافظ کے الفاظ میں اس طرح گویا ہوجاتا تھا

از صد سخن پیرم یک نکتہ مرا یاد است　　　عالم نہ شود ویراں تا میکدہ آباد است[1]''

مذکورہ بالا الفاظ سے حضرت مفکر اسلام نور اللہ مرقدہٗ نے ریحانۃ الہند حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی مجالس رمضان کے ملفوظات مطبوعہ بعنوان "صحبتے با اُولیاء" کا مقدمہ شروع فرمایا ہے۔

---

(۱) صحبتے با اُولیاء ص ۹-۱۱ از ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ان کے عام عقیدت مند اور مسترشدین ہی نہیں، خواص واہل علم کا مرجع و مرکز بھی تھی۔ ہر سال رمضان المبارک میں بلا مبالغہ نہ صرف سیکڑوں طلبا و مسترشدین حضرت علیہ الرحمہ کی مجالس سے مستفید ہونے کے لئے سہارنپور کا قصد کرتے تھے، اور طویل قیام کرتے تھے، بلکہ اکابر علما و مصلحین امت بھی ہفتہ عشرہ یا کم و بیش کے لئے حاضری دیتے تھے۔

سنہ ۱۴۰۲ھ میں حضرت شیخ کی رحلت کے بعد وہ مرکزیت بظاہر جاتی رہی مگر اکابرامت اپنے اپنے علاقہ و مستقر میں پورے رمضان قیام کا اہتمام فرمانے لگے، جس کی برکت سے ہر علاقہ میں وہی مبارک و پر نور مجالس جمنے لگیں اور ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کی فضا عام ہوتی گئی، شمالی یوپی میں بالخصوص حضرت مفکر اسلام کی تربیت گاہ، حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی کا مدرسہ، مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری اور مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کی مجالس وعظ وارشاد طالبین حق و معرفت کا مرکز بن گئیں، اور سال بسال ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

یوں تو ہر مجلس کا رنگ جداگانہ تھا، اور ان کا اپنا اپنا امتیاز تھا، مگر دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں حضرت مفکر اسلام کی تربیت گاہ، حضرت والا کی جامعیت و ہمہ گیری، اور میدان کار کی وسعت و تنوع کی وجہ سے الگ ہی شان رکھتی تھی، جہاں طالبین حق تہذیب نفس و روحانی تربیت کے مدارج ہی نہیں طے کرتے تھے، علم و معرفت کی نئی منزلوں سے آشنائی بھی حاصل کرتے تھے، کتاب و سنت کے اسرار و رموز حل ہوتے تھے، اور علمی مسائل کی عقدہ کشائی ہوتی تھی، اطراف ہند سے تو حضرت کے اہل تعلق و مسترشدین اور تلامذہ آتے ہی تھے، بسا اوقات بیرون ملک سے وفود کی آمد سے مجلس میں نیا رنگ پیدا ہو جاتا تھا، اور تراویح کے بعد حضرت والا کی مجلس ایک وسیع دانش گاہ کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ عام دنوں میں استاذ گرامی مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی کے چیدہ علمی سوالات اور حضرت والا کے تشفی بخش جوابات تشنگان علم کو سیراب کرتے تھے۔

عموماً ظہر اور عصر کی نماز کے بعد حضرت کی کوئی کتاب سنائی جاتی تھی، مگر رمضان کی خاص سوغات مولانا محمد رابع صاحب ندوی دامت برکاتہم اور مولانا محمد عبداللہ صاحب حسنی ندوی کے درس تھے جن سے دارالعلوم کے طلباء خاص طور پر اور عام حاضرین و مسترشدین بھی مستفیض ہوتے تھے۔

آخری چند سالوں میں دگویا نعمت غیر مترقبہ قیمتی ترین تحفہ حضرت والا کے تفسیری دروس تھے جن کا سلسلہ ۱۴۱۲ھ میں شروع ہوا تھا۔ اور لگ بھگ چھ سال باقاعدگی سے جاری رہا۔ ۱۴۱۸ھ میں حضرت کی خرابیٔ صحت اور مسلسل ضعف کی وجہ سے اس میں ناغے ہوئے اور ہماری بدقسمتی کہ سال گذشتہ یہ سلسلہ حضرت کی مسلسل علالت اور بڑھتی ہوئی کمزوری کی وجہ سے بالکل منقطع ہو گیا ـــــ الحمد للہ جس قدر حصہ کی تفسیر مکمل ہو چکی تھی وہ برادر گرامی قدر مولوی جعفر مسعود حسنی کی توجہ و عنایت سے ریکارڈ ہو گیا تھا، بلکہ اس کا ایک حصہ مولانا عبداللہ حسنی ندوی صاحب کی نگرانی میں قلمبند بھی کیا جا چکا ہے۔ خدا کرے کہ باقی حصہ کی تکمیل ہو جائے، اور یہ علمی خزانہ شائع ہو کر اہل علم تک پہونچ سکے۔

مذکورہ بالا مستقل درس کے علاوہ حاضرین مجلس وقتاً فوقتاً حضرت والا کے خصوصی یا جمعہ کے عمومی خطاب سے بھی مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ زیر نظر رسالہ یکم رمضان ۱۴۱۶ھ کو ہونے والا حضرت والا کا وہ خصوصی خطاب ہے جس میں آنے والوں کے لئے ہدایات بھی ہیں اور مشورے بھی، اور مستقل معتکفین کے لئے نظام العمل بھی ہے اور حقوق و واجبات کی یاددہانی بھی، جائے قیام کے پیغام حق کی تجدید و تذکیر بھی ہے اور محسنین و اہل فضل کے ساتھ وفاداری کی وصیت بھی۔

اسی سال دسطار مضان میں جب حاضری کا شرف حاصل ہوا تو مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹکلی (استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء اور برسوں سے رمضان میں حضرت والا کے مہمانوں کے قیام و طعام کے نگراں) نے اس خصوصی خطاب کی طرف توجہ دلائی، اور اس کی

اشاعت پر زور دیا، اور انھیں کی عنایت سے یہ ریکارڈ شدہ خطاب مل سکا، جسے عزیزم سید خطیب اشرف ندوی نے (جو اس وقت عالیہ ثالثہ شریعہ کے طالب علم تھے) قلمبند بھی کر لیا، مگر ماہ رمضان اختتام پر تھا اس لئے اس وقت اس کی اشاعت کی نوبت نہ آسکی۔ سال گذشتہ تعمیر حیات کے ۲۵ر شعبان ۱۴۱۹ھ کے شمارہ میں شائع ہوا۔

امسال اسے مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کرنے کی نیت کی، مگر رمضان سے قبل نوبت نہ آسکی، اور حضرت والا نے اپنی علالت کے سبب خلاف معمول شروع کے دو عشرے دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہمان خانہ میں گذارے۔ بروز بدھ ۲۰ ر رمضان ۱۴۲۰ھ کی صبح حضرت والا اپنے اعزہ اور اہل تعلق کے ساتھ آخری عشرہ تکیہ (دائرہ شاہ علم اللہ) پر گذارنے تشریف لے گئے، تو پھر اس رسالہ کی اشاعت کا داعیہ پیدا ہوا۔ تعمیر حیات کا مذکورہ شمارہ اسی دن نکلوایا اور جمعرات کو کاتب صاحب کے سپرد بھی کر دیا مگر تعمیر حیات کا رمضان کا مشترکہ شمارہ آخری مرحلہ میں تھا اس لئے اس کی کتابت اگلے روز پر ٹل گئی۔

توقع تھی کہ انشاء اللہ جمعہ کو کتابت مکمل ہو گئی تو ہفتہ یا اتوار کو اسے چھپوا کر حضرت والا کی خدمت میں پیش کروں گا، اور حضرت کی دعائیں لوں گا، مگر مشیت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جمعہ کی اذان ہو چکی تھی کہ اچانک تکیہ سے ہی چھوٹی بہن کے مختصر سے فون "ابا جان کا انتقال ہو گیا" نے ہلا دیا، کیا ہو گیا؟ اور کیسے ہوا؟ طبیعت تو ٹھیک تھی، بلکہ نشاط تھا، پورا رمضان خیریت سے گذرا، روزے بھی پورے ہوئے، عشاء بعد کی مجالس (تقریباً) معمول کے مطابق ہو رہی تھیں دار العلوم میں قیام کے آخری دو دنوں میں تو زیادہ ہی نشاط تھا۔ ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط کے الفاظ میں ہر شخص خوش تھا کہ حضرت مطمئن تھے اور رو بصحت تھے۔ مجلس میں گفتگو بھی فرمائی۔ "ما تعبدون من بعدی" کی تفسیر و تذکیر بھی ہوئی، اور حضرت ربعی بن عامر کا تذکرہ بھی ہوا، دنیا کی تنگی اور بے ثباتی، اور آخرت کی وسعت و خلود کی یاد دہانی بھی ہوئی۔ ڈاکٹر طفیل احمد مدنی سے ان کی نعت بھی سنی گئی، بھائی عبد المعید نے حضرت کا اور پھر تمام اہل مجالس کا منہ بھی میٹھا کرایا۔

یہ دارالعلوم میں حضرت کی آخری رات تھی، دوسرے روز صبح تکیہ کو روانگی تھی، تکیہ پہونچ کر بھی طبیعت بحال رہی، مگر إن أجل اللّٰہ إذا جاء لا یؤخّر۔ للّٰہ ما أعطی ولہ ما أخذ، وکل شيئ عندہ لأجل مسمیٰ، وإنا علی فراقك لمحزونون یا إمامنا أبا الحسن، ولا نقول إلا ما یرضی ربنا إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون۔

معلوم ہوا وفات کے دن بھی صبح حسب معمول ہوئی، اوراد و وظائف کی تکمیل ہوئی، خط بنوایا غسل فرمایا، کپڑے بدلے، شیروانی بھی پہن لی، لگ بھگ پونے بارہ کا وقت تھا، حسب معمول سورۂ کہف کی تلاوت کے لئے قرآن مجید طلب فرمایا، اور جب تک مولوی بلال عبدالحی قرآن مجید لائیں خلافِ معمول سورہ یٰسں کی تلاوت شروع فرمادی، اور چند آیات ہی تلاوت فرمائی تھیں کہ اچانک آواز بند ہوگئی اور سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ اپنے رب سے ملاقات کی مشتاق روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ، فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً۔

خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی، اور محبین واہل تعلق کے قافلے دیوانہ وار رائے بریلی پہونچنا شروع ہوگئے۔ حضرت کے نائب وجانشین، اور ان کے معتمد و محرم راز مخدوم گرامی مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی امامت میں رات سوا دس بجے نماز جنازہ ہوئی، اور اپنے والدین کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

مجمع نہ معلوم کتنا تھا، ساڑھے آٹھ بجے تھانیدار ایس پی کو رپورٹ دے رہا تھا کہ پونے دو لاکھ آدمی آچکے ہیں، اور جوں جوں نماز کا وقت قریب آرہا تھا (موسم کی سختی، سردی اور شدید کہرے کے باوجود) آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، اور سلسلہ تو تدفین کے بعد تک جاری رہا، دور دراز کی گاڑیاں سحر تک آتی رہیں۔ ع

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

حضرت والا کا یہ خصوصی خطاب ہی اب ان کی وصیت ہے تمام امت مسلمہ کے لئے عموماً اور ان کے تلامذہ و مسترشدین اور اعزہ و محبین کے لئے خصوصاً ـــ ہم شکر گذار ہیں مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے جنہوں نے ازراہ شفقت و عنایت رسالہ پر پیش لفظ تحریر فرما کر ہماری ہمت افزائی فرمائی۔ فجزاہ اللہ عنا الخیر۔ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین۔

سید مرتضیٰ ندوی

مکتبہ حراء۔ لکھنؤ　　　　۲۵ ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

الحمد لله وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کا ہر رمضان میں معمول رہا ہے کہ وہ اپنے وطن رائے بریلی میں مقام تکیہ پر رمضان گذارتے، جہاں ان کے معتقدین و تعلق رکھنے والے پہونچتے اور عبادت و طلبِ رضائے الٰہی کا ماحول بنانے کا انتظام کیا جاتا، دن میں کئی دینی موضوعات کی تعلیم اور ذکر الٰہی اور نوافل میں مشغولیت کی ترغیب دی جاتی اور اس پر عمل بھی ہوتا، جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ وعظ کہتے، وعظ اس لئے کہ اس میں ٹھوس اور سادہ انداز میں نصیحت ہوتی اور رمضان المبارک کے مہینہ کی خصوصیات و برکات اور اس سے دینی فوائد حاصل کرنے اور اپنی زندگی کو ایمان و اخلاص کے سانچے میں ڈھالنے کا زریں موقع سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے، رمضان المبارک کے دینی فوائد کے جو مختلف پہلو ہیں وہ اجاگر کرتے، اور یہ فرماتے کہ اس روزہ سے جو ایک مہینہ کے ایام کا روزہ ہوتا ہے بڑے روزے کی بھی فکر کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ بڑا روزہ

سن بلوغ سے شروع ہوکر موت پر ختم ہوتا ہے اور اس میں شریعت اسلامی کی ممنوعات سے روزہ رکھنا ہوتا ہے۔

بہر حال حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے وعظ کا نمونہ اس رسالہ میں پیش کیا جارہا ہے جو ان کی وفات سے دو سال قبل کے رمضان میں ایک جمعہ میں کہا تھا اور وہ سید خطیب اشرف ندوی نے کیسٹ سے قلم بند کرکے تعمیر حیات میں شائع کیا تھا۔ یہ وعظ ایسا ہے کہ ہر رمضان میں ہر روزہ دار کو پڑھنا اور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ واللہ ھو الموفق۔

مخلص

محمد رابع حسنی ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Nohammad Rabey Nadwi

Nadwatul Ulama P.O. Box 93, Lucknow-226007, U.P. (INDIA)

Ph. : 372336-323864 Fax : 330020

محمد الرابع الحسنی الندوی

ندوۃ العلماء، ص. ب ۹۳، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷ (الھند)

الهاتف ۳۷۲۳۳٦-۳۲۳۸٦٤ فاکس ۳۳۰۰۲۰

تحریراً فی:

Date

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کا رمضان میں معمول رہا ہے کہ وہ اپنے رفقاء و اہل تعلق کے ساتھ کسی مقام پر رمضان گزارتے جہاں ان کے معتقدین و متعلقین رمضان گزارنے والے جمع ہوتے اور عبادت و طلب رضائے الٰہی کا ماحول بنانے کا انتظام کیا جاتا، دن میں کئی دینی مصروفیات کی تعلیم اور ذکر الٰہی اور نوافل میں مشغولیت کی ترغیب دی جاتی اور اس پر عمل بھی ہوتا، عصر کے بعد نماز عصر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ وعظ کہتے وعظ اس لئے کہ اس میں مخصوص اور متاثر انداز میں نصیحت ہوتی اور رمضان المبارک کے مہینہ کی خصوصیات و برکات اور اس سے دینی فوائد حاصل کرنے اور اپنی زندگی کو ایمان و اخلاص کے سانچے میں ڈھالنے کا جو ضروری موقع ہے اس کی طرف توجہ دلاتے۔ رمضان المبارک کے دینی فوائد کے جو مختلف پہلو ہیں وہ واضح کرتے، اور یہ فرماتے کہ اس روزہ سے جو ایک مہینہ کے ایام کا روزہ ہوتا ہے بڑے روزہ کی بھی فکر کرنے کی بھی کوشش کرنا چاہئے۔ بڑا روزہ بالغ ہونے کی عمر سے شروع ہو کر موت پر ختم ہوتا ہے اور اس میں شریعت اسلامی کی ممنوعات سے روزہ رکھنا ہوتا ہے۔

بہرحال حضرت مولانا کے ایسے وعظ کا نمونہ اس رسالہ میں پیش کیا جا رہا ہے جو ان کی وفات سے دو سال قبل کے رمضان میں ایک جلسہ میں کہا تھا اور وہ [illegible] "تحفۂ رمضان" سے قلم بند کر کے صفحات میں شائع کیا تھا، یہ وعظ ایسا ہے کہ ہر رمضان میں ہر روزہ دار کو پڑھنا اور سامنے رکھنا چاہئے۔ واللہ ھو الموفق

محمد
رابع حسنی

رمضان
مؤمنِ صادق کی حیاتِ نو

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ وصحبہ أجمعین۔

میرے دوستو اور بھائیو!

سب سے پہلے تو آپ کو اور خود اپنے کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر رمضان کا چاند دکھایا اور پھر رمضان نصیب فرمایا۔ کتنے ہمارے دوست اور احباب ہیں جو شاید ہم سے بھی افضل ہوں گے اور اللہ کے یہاں کس کا کیا مرتبہ ہے اللہ ہی جانتا ہے) رمضان سے قبل رخصت ہو گئے۔ اگر ان کو قبر میں اس کا استحضار ہوا (اللہ کو منظور ہوا) تو وہ اس پر افسوس کرتے ہوں گے کہ ان کو رمضان نہیں ملا۔

رمضان کا کوئی بدل نہیں

رمضان کا کوئی بدل نہیں، سب مہینے اللہ کے ہیں، اللہ ہی نے دنیا پیدا کی، زمانہ پیدا کیا، اور زمانے میں تبدیلی آتی رہتی ہے لیکن رمضان کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی

وَالْفُرْقَانَ ۚ (سورہ بقرہ - ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔

رمضان کی فضیلت و عظمت

یہ معمولی بات نہیں ہے، ہم برابر جو چیز دیکھتے رہتے ہیں، اکثر جس راستہ سے گزرتے رہتے ہیں مثلاً اس پر توجہ نہیں ہوتی۔ جو چیز برابر سنتے رہتے ہیں اس پر توجہ نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اذان کے معنیٰ کی طرف ہر مرتبہ توجہ نہیں ہوتی۔ یہ معمولی بات نہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ جو سب سے بڑی عزت دی جاسکتی تھی کسی وقت کو، کسی جگہ کو وہ یہ کہ اس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ جہاں تک زمانوں کا تعلق ہے، مہینوں اور مقامات کا تعلق ہے اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت کی بات نہیں ہو سکتی جس میں قرآن مجید اللہ کا کلام نازل ہوا۔

نادر موقع

ایک تو اس پر مبارکباد قبول کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر رمضان نصیب فرمایا اور جو کوتاہیاں ہم سے ہوئیں یا جو ہمارے خیال میں آسکتی ہیں خود اپنا حساب لینے سے جو کمی رہ گئی ہے پچھلے رمضانوں میں، وہ اس میں پوری کی جاسکتی ہے۔

بیشک موسم سخت ہے لیکن اس کے بقدر اجر بھی ہے۔ اس سخت موسم میں کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ روزے کا اجر کچھ زیادہ ہی دیں، اس میں روزہ رکھنے کا اور سردی برداشت کرنے کا اور پھر اس کے ساتھ رمضان کے معمولات پورے کرنے کا کہ اجر بقدر مشقت ہوتا ہے۔

اللہ پر یقین اور ثواب کی لالچ

اس میں پہلی بات جو یاد رکھنے کی اور دل پر نقش کر لینے کی ہے، وہ یہ کہ اللہ کے رسول نے خاص عبادتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"من قام لیلۃ القدر ایمانًا و احتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ، ومن

صام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

یعنی جس نے شب بیداری کی شبِ قدر میں اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر و ثواب کی لالچ میں اور اس کے خیال سے، اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہیں، اور جس نے رمضان کے روزے رکھے، اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے کہ اس مہینہ کی یہ فضیلت ہے، اور اس مہینہ میں عمل کرنے کا یہ اجر ہے، اور اللہ کے یہاں اس مہینہ کا یہ درجہ ہے، اور اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے یہ مہینہ اس درجہ محبوب ہے، اور اللہ کے اجر و ثواب کی لالچ میں روزہ رکھا، اور اسی شوق میں کہ اللہ اجر دے، اور کوئی جذبہ نہیں کہ مثلاً رمضان کی گنتی پوری ہو جائے، لوگ یہ نہ کہیں کہ روزے نہیں رکھے، اور ہمارا دل بھی مطمئن ہو کہ روزے رکھ لئے۔ لیکن ثواب کا، رمضان کی عظمت و فضیلت کا، اور رمضان کے اجر و ثواب کا استحضار نہیں کہ وہ ہمارے لئے محرک اور مشوّق ہو۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عادتاً یا رواجاً یا ماحول کے اثر سے، یا خاندانی روایات کی بنا پر روزے رکھتے ہیں۔

روزہ برائے افطار

اس سلسلہ میں ایک تجربہ ہوا کہ ایک مرتبہ آج سے کوئی بیس پچیس تیس برس پہلے کی بات ہے کہ لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن نے ہم سے ایک تقریر لکھوائی کہ وہ رمضان کی پہلی تاریخ کو نشر کی جائے گی۔ وہ ہم نے لکھ کر دے دی، اس کے بعد مجھے ایک طویل سفر پیش آگیا جس میں پشاور، کوئٹہ اور قندھار کے راستہ میں افغانستان کے قریب تک کا سفر تھا، جو ایک دینی ضرورت سے کیا گیا تھا، تو ہم کوئٹہ میں تھے کہ رمضان کا چاند نظر آیا۔ ایک فوجی افسر نے یا کسی رئیس نے دعوت کی تو اس میں ایک فوجی افسر بھی شامل ہوئے، جو ادھر ہندوستان کی طرف کے تھے وہ ریڈیو سے تقریر سن کر آئے تھے، (ہمیں تو اس کا موقع نہیں تھا) انھوں نے کہا مولانا ہم نے لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے آپ کی تقریر سنی تو اس میں آپ نے رمضان کے بہت سے فضائل بیان کئے اور اس کی خصوصیات کا ذکر کیا۔ لیکن آپ نے ایک بات کا ذکر نہیں کیا۔ روزہ کھولنے میں جو مزہ آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا۔ گرمی کا زمانہ

ہے تو پانی پینے میں اور دوسرا موسم ہے تو افطار کرنے میں جو مزہ آتا ہے وہ دنیا کی کسی نعمت میں نہیں آتا، اور میں تو روزہ اسی لئے رکھتا ہوں۔ انھوں نے صاف کہہ دیا کہ میں تو روزہ اسی لئے رکھتا ہوں، اسی مزے کی بنا پر کہ روزہ رکھ کر جب افطار کرو تو وہ مزہ آتا ہے جو دنیا کی کسی نعمت میں، کسی بڑی سے بڑی خوراک میں، کھانے میں، پھل اور میوہ میں نہیں آتا۔

روزہ عادت یا عبادت

یہ بات بڑی آزمائش کی ہے، ساری دنیا کے لئے، اور مسلمانوں کے لئے بھی بحیثیت انسان ہونے کے کہ عادت اور عبادت ان دونوں چیزوں میں اختلاط ہے۔ ان میں باہم تمیز نہیں ہو پاتی تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عبادت عادت بن جاتی ہے۔ اور اس میں استحضار نہیں ہوتا کہ ہم کس کے لئے کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نمازیں بعض مرتبہ بالکل عادت بن جاتی ہیں۔ نماز پڑھنے کی عادت پڑ گئی، وقت ہوا تو گئے، مگر کوئی استحضار نہیں کہ ہمارے ایک ایک قدم کا کیا ثواب مل رہا ہے، اور کتنی دور جا رہے ہیں، اور مسجد پہونچ رہے ہیں، پھر مسجد میں اس نیت سے پاؤں رکھیں اور کہیں اللھم افتح لی أبواب رحمتك اور خیال کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر آگئے، رحمت و برکت کی جگہ میں آگئے، بس وہ جیسے ایک ڈھلی ہوئی چیز ہوتی ہے، اسی طرح مذہبی زندگی بھی ڈھل جاتی ہے۔ کہ ہر چیز اپنی جگہ پر اپنے وقت پر ہوتی ہے لیکن شعور نہیں ہوتا، استحضار نہیں ہوتا۔

روزہ رضائے الٰہی کا ذریعہ

پہلی بات تو یہ کہ آپ اس میں اپنے ذہن کو حاضر رکھیں کہ روزہ آپ اللہ کی خوشی کے لئے رکھ رہے ہیں، نہ دکھانے کے لئے، نہ رواجاً اور نہ کسی شرم سے کہ لوگ کہیں گے یہ کیسے روزہ خور ہیں اور روزہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ اس کا استحضار ہونا چاہئے۔

اور ایسے ہی شب قدر تک کے متعلق آتا ہے:

"من قام لیلة القدر إیماناً واحتساباً غفر له ما تقدّم من ذنبه."

جو شب قدر میں عبادت کرے اللہ پر یقین کرتے ہوئے، اس کے وعدوں پر یقین

کرتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

تو ایک بات تو یہ ہے کہ پورا استحضار ہو اور ذرا ذہن کو تازہ کر لیا جائے کہ ہم نے یہ روزہ اللہ کی خوشی کے لئے رکھا ہے اس لئے کہ روزہ فرض ہے۔

رحمت باری کا مظہر

اللہ تعالیٰ نے رمضان میں بڑی خصوصیات رکھی ہیں، اس میں بڑی برکتیں ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے، پھیل جاتی ہے، اس میں بڑے بڑے گنہگاروں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اس لئے نیت کا استحضار ہو، شعور بیدار ہو جائے، ذہن کو ذرا تھوڑا سا اس میں حاضر کیجئے، اور ذہن سے یہ بات کہلوا لیجئے کہ یہ روزہ اللہ کی خوشی کے لئے رکھ رہے ہیں، رسماً، رواجاً، مصلحۃً یا کسی اور وجہ سے نہیں۔

تلاوت کا موسم

پھر اس کے بعد اس روزہ میں آپ اپنے وقت کو جتنا عبادت میں مشغول رکھ سکیں رکھیں، نوافل میں اور اس سے بڑھ کر اس میں قرآن مجید کی تلاوت، آپ کی طاقت وصحت کے مطابق اور فرصت کے مطابق، اور دنوں کے مقابلہ میں زیادہ ہونی چاہئے۔ اللہ کے ایسے بھی بندے ہوتے ہیں جو ایک ایک قرآن مجید روز پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالباً ایک قرآن مجید روز ختم کر لیتے تھے، ہم نے بھی کئی رمضان ان کے ساتھ گذارے ہیں، ہم کئی بار رمضان میں حاضر ہوئے ہیں، اور باقی یہ کہ اس سے کم تو لوگ کرتے ہی تھے، اور پھر ادب وخشوع کے ساتھ، اور اللہ کی نعمت سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی رمضان میں ہمیں توفیق دی۔ رمضان جو اس کا محبوب مہینہ ہے اس مہینہ میں قرآن مجید پڑھنے کا جو اجر ہے وہ عام وقتوں میں نہیں ہے۔

عبادت وطاعت کا مہینہ

دوسری بات یہ کہ اس میں ہمارا زیادہ تر وقت عبادت وریاضت، ذکر واذکار، توبہ واستغفار، دعا ومناجات

اور تلاوت قرآن میں گذرے، لیکن زیادہ بات چیت نہ کریں چاہے اس میں غیبت نہ ہو، اور غیبت سے تو بہت بچنا چاہئے عام طور پر اور رمضان میں خاص طور پر، جیسے دوستوں کی باتیں ہوتی ہیں، اپنے گھر میں، شہر کا حال بیان کر رہے ہیں، موسم کا ذکر کر رہے ہیں یا اپنی زندگی کے کچھ حالات بیان کر رہے ہیں یا پوچھ رہے ہیں یا اور کوئی ایسی تفریحی باتیں کر رہے ہیں وقت گذاری کے لئے، یہ نہیں۔ جہاں تک ہوسکے یا تو قرآن مجید کی تلاوت میں وقت گذارا جائے، یا پھر آرام کرنے میں وقت گذارا جائے، یا مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہا جائے، ایک اعتکاف تو ہے اخیر عشرہ کا، لیکن یہ اعتکاف ہر وقت ہوسکتا ہے اس وقت سے لے کر عصر تک کے لئے معتکف ہیں، اور عصر سے لے کر مغرب تک کے لئے معتکف ہیں، یہ جزوی اور مختصر اعتکاف ہوتا ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے۔

حقوق العباد کی فکر

اور پھر اس کے بعد رمضان میں ایک بات کرنے کی یہ ہے کہ جو حقوق العباد ہمارے ذمہ ہیں ان کو سوچ کرلے اور ارادہ کرلے کہ اب ان کو ادا کریں گے، جس کا جو حق ہے اسے دیں گے اور ہم سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان سے بچیں گے، اور توبہ واستغفار بھی کریں گے۔

رمضان حیاتِ نو کا آغاز

اس رمضان سے آئندہ زندگی کا نیا نقشہ بنائیں گے، کہ ایک زندگی شروع ہوتی ہے ولادت سے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے بلوغ سے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے کسی مدرسہ سے فراغت حاصل کرکے، ایک زندگی شروع ہوتی ہے حج سے، اور ایک زندگی شروع ہوتی ہے رمضان سے بھی۔ آپ یہ ارادہ کریں کہ اب اس رمضان سے نمازوں کی پابندی اس سے زیادہ کریں گے جتنی کرتے تھے، اس سے پہلے تو جماعت کبھی چھوٹ جاتی تھی، کبھی تاخیر ہوجاتی تھی، کبھی سو جاتے تھے، اب جماعت کا اہتمام والتزام کریں گے۔ یہ ارادہ آپ اسی رمضان میں کیجئے۔

حقوق کی رعایت وادائیگی

اور ایسے میں جو شرعی حقوق آپ پر واجب ہوتے ہیں میراث کے ہیں، ترکہ کے ہیں، جائداد کے ہیں، اور ساجھے کی تجارت

کے ہیں۔ ان کا بھی ارادہ اسی رمضان میں کیجئے کہ ہم انشاء اللہ وہ اپنے ذمہ نہیں رکھیں گے۔ ان کو ادا کریں گے۔

طلب علم اور علماء و صالحین کی ہم نشینی

اور یہ ارادہ بھی کیجئے کہ ہم اس رمضان کے بعد زیادہ سے زیادہ دینی معلومات حاصل کریں گے، دینی کتابیں پڑھیں گے، دینی صحبتوں میں بیٹھیں گے، تبلیغ میں جائیں گے، یا علماء کی مجلس میں بیٹھیں گے یا اللہ کے نیک بندوں کی زیارت کے لئے جائیں گے۔

رمضان انقلاب انگیز مہینہ

یہ سب ارادے اس رمضان میں کیجئے تب یہ رمضان آپ کی زندگی میں انقلابی رمضان ہوگا انقلاب انگیز، عہد آفریں، اس سے ایک نئی زندگی شروع ہوگی۔ اور رمضان سے نئی زندگی شروع ہونی چاہئے۔

تصحیح نیت اور اخلاص عمل

اور اتنا ہی ضروری ہے کہ آپ اپنی نیت صحیح کرلیں اور ایماناً واحتساباً جو کہا گیا ہے کہ اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں ہم روزے رکھ رہے ہیں اس کو ذرا ذہن میں تازہ کر لیجئے تو اس کا ثواب بہت ہوگا۔

آٹومیٹک وضو اور خودکار نمازیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگ وضو کرتے ہیں اور ان کو خیال نہیں ہوتا، حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ سے جو کچھ گناہ ہوئے ہیں، اور جو کوتاہیاں ہوئیں ہیں، اور جو سیئات ہوئے ہیں، اور جو صغائر ہوئے ہیں سب معاف ہوجاتے ہیں، منہ پر پانی ڈالتا ہے تو آنکھوں سے جو کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں، اور جو زبان سے ہوئی ہیں وہ سب معاف ہوجاتی ہیں۔ اس کا کسی کو خیال ہی نہیں ہوتا، بس وہ بالکل جیسے کسی چیز کا مشینی آٹومیٹک طریقہ ہوتا ہے، تو ہمارا وضو بھی مشینی ہوگیا ہے، اور اللہ معاف کرے بہت سے لوگوں کی نمازیں بھی مشینی ہوگئی ہیں۔ آئے اور کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا، کچھ خیال نہیں کہ ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں؟ یہ کون سی نماز ہے؟

اس کا کیا ثواب ہے؟ کیا اجر ہے؟ پھر اس میں جو پڑھا جاتا ہے اگر تنہا پڑھ رہا ہے تو اس پر غور کرے اگر کسی جہری نماز میں امام کے پیچھے ہے تو قرأت پر غور کرے۔

یہ سب چیزیں سانچے میں ڈھل کر بالکل طبعی، عادتی اور خودکار ہوگئی ہیں۔ ان سب چیزوں میں اسی رمضان سے آپ کی زندگی میں کوئی اچھی تبدیلی و ترقی آنی چاہئے۔

دائرہ شاہ علم اللہ کا پیغام

اور پھر آپ جس جگہ ہیں وہاں کا تو پیغام بھی یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے ایسے بندے پیدا کئے جنھوں نے سارے ہندوستان میں دین کا دھیان پیدا کر دیا، اور اللہ کی محبت، عشق الٰہی اور قربانی کا جذبہ اور شرک و بدعت سے نفرت اور اس سے وحشت، طبعی طور پر پیدا ہوگئی۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ میں جس نے ہاتھ دے دیا تو یہ حال تھا کہ ابھی ہاتھ چھڑایا اور ابھی سے اس کو شرک و بدعت سے نفرت ہوگئی، اور اسی وقت سے نماز کا پابند بن گیا، اور اللہ کا ذکر کرنے لگا۔ اور پھر جہاد کا بھی اس کو شوق ہوگیا۔

تو آپ اس کا بھی خیال رکھیں کہ آپ ایسی جگہ ہیں جہاں سے یہ پیغام سارے ہندوستان کو ملا، اور اس کی ایک ہوا چل گئی۔ اور اس کا ایک ذوق پیدا ہوگیا۔

شہر خموشاں کا حق

اور آخری بات یہ ہے اور یہ کوئی فرض یا واجب نہیں مگر اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور یہاں کا بھی فائدہ ہے کہ آپ کچھ قرآن مجید پڑھ کے یہاں کے جو مدفونین ہیں، جو بزرگ یہاں مدفون ہیں، بلکہ جتنے اللہ کے بندے اور خاندان کے لوگ، یا باہر سے آکر جو لوگ مقبرے میں دفن ہیں ان کو ایصال ثواب بھی کر دیا کریں چاہے سورۂ فاتحہ ہی پڑھ کر کریں۔ یہ حق ہے، جوار کا حق ہے، پڑوس کا حق ہوتا ہے تو یہ پڑوس کا حق ہے۔

ایصالِ ثواب کی برکت

ما شاء اللہ اتنے آدمی روزے رکھ رہے ہیں اور قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، اور تہجد پڑھ رہے ہیں لیکن یہاں کے لوگوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں؟ ایسا نہیں ہونا چاہئے، کچھ حصہ ان کا بھی ہونا چاہئے۔ اس سے اللہ تعالیٰ

ان کو بھی اجر عطا فرمائے گا، آپ کو بھی ترقی و مزید توفیق عطا فرمائے گا۔ اس سے آپ کی زندگی میں برکت ہوگی انشاء اللہ، اس لئے کہ وہ اللہ کے بڑے صادق اور مخلص بندے تھے، اور ان کی وجہ سے دین کا بڑا فروغ ہوا۔

کیا خبر یہ آخری رمضان ہو

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ اس رمضان کی قدر کریں۔ اللہ اس کے بعد آپ کو بہت سے رمضان نصیب فرمائے۔ لیکن آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہئے کہ اس رمضان میں کوئی کوتاہی نہ ہو اس خیال سے کہ رمضان تو ابھی بہت کرنے ہیں، نہیں! بلکہ اسی رمضان میں ایسا کریں کہ جیسے معلوم نہیں اس کے بعد موقع ملے یا نہ ملے، کیا ہو۔ صرف عمر ہی کا مسئلہ نہیں، صحت کا مسئلہ بھی ہوتا ہے اور بعض حوادث کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ ان سب سے اللہ آپ کو بچائے۔ اور آپ کو بہت سے رمضان نصیب فرمائے۔ مگر اس رمضان کی قدر کریں اور اس میں جو زیادہ سے زیادہ ہوسکے وہ کریں۔

درودِ پاک کی کثرت

اللہ سے دعائیں مانگ لیں، استغفار کرلیں، قرآن شریف پڑھیں، ایصال ثواب کریں، اور درود شریف کا اہتمام رکھیں، یہاں کے قیام میں نمازوں کے بعد، قرآن مجید کی تلاوت کے بعد سب سے زیادہ اہتمام درود شریف کا ہونا چاہئے۔ کم سے کم ایک بار تو درود شریف جو مسنون ہے۔ اللّٰھم صل علی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم إنک حمید مجید۔

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم إنک حمید مجید۔

ایسے ہی اہل ایمان کے لئے دعا:

ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذین سبقونا بالإیمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًا للذین آمنوا ربنا إنک رؤف رحیم۔ کا اہتمام کریں۔

اور پھر اللّٰھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات الأحیاء منھم والأموات۔ اس کا ورد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے۔ اور یہ رمضان ہماری زندگی میں ایک انقلاب انگیز رمضان ثابت ہو۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
میرے بعد...
اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ ملت کیلئے صرف ایک پوسٹر بنانا ہے اور صرف ایک جملہ کی گنجائش ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں، تو میں کہوں گا کہ "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" لکھ دو۔ پوسٹر کے نیچے لکھو کہ ہر مسلمان اپنی اولاد سے دنیا سے جانے سے پہلے سوال کرے اور جب تک دنیا میں ہے اپنا جائزہ لے محاسبہ کرے کہ اس کے نزدیک اس کی اہمیت ہے یا نہیں؟ وہ اپنے بچوں کے لئے اپنی آئندہ نسل کے لئے یہ اطمینان کرنا ضروری سمجھتا ہے یا نہیں کہ ——
• "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ" میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔
میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم اور آپ سب اپنے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور یہ دیکھیں کہ واقعی اس سوال کی ہمارے یہاں اہمیت ہے یا نہیں؟ اور یہ سوال افراد کے پیمانے پر، خاندان کے پیمانہ پر، برادری کے پیمانے پر، معاشرے کے پیمانے پر، محلّے کے پیمانے پر، قصبہ کے پیمانے پر اور آخر میں میں کہتا ہوں کہ ملت کے پیمانے پر، اور ملت ہندیہ اسلامیہ کے پیمانے پر ہمارے دلوں پر نقش ہے یا نہیں؟ ہماری آئندہ نسل ہمارے بعد کس راستے پر چلے گی، وہ کس گروہ و ملت کی پیرو ہوگی، کس کی پرستش کرے گی، کن عقائد کو مانے گی —— یہ خدائے واحد کی پرستار ہوگی یا سیکڑوں ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں خداؤں اور دیوتاؤں کی، یہ اس وسیع کائنات میں، اور اپنی محدود زندگی میں کس کے دستِ قدرت کو کام کرتا ہوا دیکھے گی اور مانے گی۔؟
مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم
مکتبہ حراء، ندوہ روڈ، لکھنؤ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم علماء کرام، گرامی قدر ذمہ داران ندوۃ العلماء اور ملت اسلامیہ ہند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شدید قلبی رنج اور اندوہِ غم کے ساتھ عالم جلیل اور داعی عظیم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی وفات کی خبر ملی۔ اللہ اس عظیم صدمہ کو جھیلنے کی سکت آپ اور ہم سب کو عطا فرمائے اور آپ اور تمام پسماندگان کو بیش از بیش اجر سے نوازے اور اس خسارہ کی تلافی فرمائے۔ ہم آپ سے تعزیت کرتے وقت خود بھی تعزیت کے مستحق ہیں بلکہ ساری امت اسلامیہ سے تعزیت کی جانی چاہئے حضرت مولانا کا سانحہ وفات ایک زبردست حادثہ ہے اور شدید آزمائش ہے جس سے تمام مسلمانانِ عالم اس وقت دوچار ہیں۔ اس لئے کہ مولانا مرحوم نے دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنی زبان و قلم اور جسم و جان کو وقف کر دیا تھا اور اس میدان میں ان کے کارنامے ناقابل فراموش ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں، آپ کو اور تمام برادران اسلام کو اس صدمۂ جانکاہ کو سہارنے کی طاقت عطا کرے اور عالم اسلام کی اس محرومی کی تلافی فرمائے۔

ہم اس موقعہ پر آپ کو یہ اطلاع بھی دینا چاہیں گے کہ خادم الحرمین الشریفین فہد بن عبد العزیز فرمانروائے مملکت سعودی عرب نے حرم مکی و حرم مدنی دونوں جگہ ۲۶؍ رمضان ۱۴۲۰ھ بروز دوشنبہ بعد نماز عشاء (یعنی ستائیسویں شب) حضرت مرحوم کے لئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ علامہ مرحوم کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے اور انھیں اپنے نیکوکار بندوں میں شامل فرمائے اور انھیں ابرار و اتقیاء، شہداء و صالحین کے ساتھ اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا بھائی

محمد بن عبد الله السبيل

صدر نشین امور حرمین شریفین

امام و خطیب مسجد حرام۔ مکہ مکرمہ

نوٹ: ستائیسویں رمضان کی صبح مکہ مکرمہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق اس رات حرم شریف میں تقریباً بیس لاکھ اور مسجد نبوی میں لگ بھگ ۵ لاکھ فرزندانِ توحید نے نماز ادا کی۔